eISSN: 2707-6229
pISSN: 2707-6210

محمد اعظم
پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، نمل، اسلام آباد
ڈاکٹر ارشاد بیگم
سینیر انسٹرکٹر، شعبہ اردو، نمل، اسلام آباد
ڈاکٹر زینت افشاں
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، فیصل آباد کیمپس

Muhammad Azam
Ph.D Scholar, Dept. of Urdu, NUML Islamabad
Dr. Irshaad Begum
Senior Instructor, Dept. of Urdu, NUML Islamabad
Dr. Zeenat Afhaan
Assistant Professor, Dept. of Urdu, University Of Education, Faisalabad Campus

فکرِ اقبال اور نو آبادیاتی نظام

Iqbal's Thoughts and Colonization System

Abstract:

Iqbal was a poet and philosopher. In his era, the British colonized India. Indian people were living as slaves. Allama Iqbal visited Europe for his studies in 1905. He observed the British rulers very closely. He came back in 1908 with an insight. He had seen the modern democracy very closely. He had a view that British are not sincere to Indians. He guided his people with his thoughts. In this article, Iqbal's thoughts and Colonization has been analyzed. How the British captured the India and how they snared people for slavery. How Iqbal worked against all these snares. He guided the Indians to overcome these issues. He used his poetry as well as prose.

Keywords: Iqbal, Colonization, British, India, Democracy, Intellect

کلیدی الفاظ: علامہ اقبال، فکرِ اقبال، نو آبادیات، برطانیہ، ہندوستان، جمہوریت

علامہ اقبال نے جس دور میں آنکھ کھولی اس وقت مغربی استعمار برِ صغیر کو اپنے پنجوں میں مکمل طور پر جکڑ چکا تھا۔ یہ وہ دور تھا جب برصغیر کے مشاہیر انگریزوں کی غلامی کو بادل نخواستہ قبول کر چکے تھے۔ اگرچہ مزاحمتی آوازیں یا مزاحمتی تحاریک بھی چل رہی تھیں لیکن ان میں وہ سکت نہیں تھی کہ مسلمانوں کو ان کی منزل کی نشاندہی کروا سکتیں۔ ایسے میں برصغیر کے انسانوں کو نو آبادیاتی نظام سے چھٹکارہ دلانے کے لیے علامہ اقبال جیسے مفکرین سامنے آئے۔ علامہ اقبال کی شخصیت ہمہ پہلو نو آبادیاتی نظام کی مخالفت کے لیے تربیت یافتہ تھی۔ گھر میں شیخ نور محمد جیسے صوفی بزرگ، مدرسے میں مولوی میر حسنؒ اور کالج میں آرنلڈ جیسے اساتذہ

نے انھیں ذہنی و فکری تربیت فراہم کی۔ اقبال کی فکر کو مزید پختگی کے لیے قدرت نے انھیں یورپ بھیجنے کا بندوبست کیا۔ جہاں اقبال نے اپنی چشمِ بینا سے اس استعماری آقاؤں کی تہذیب کو قریب سے دیکھا اور انھیں متنبہ کیا:

دیارِ مغرب کے رہنے والو! خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہو گا
تمھاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا، ناپائدار ہو گا[۱]

برصغیر میں یورپ کے نو آبادیاتی نظام کے دو سو سال کے دوران علامہ اقبال وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے اس کے منفی پہلوؤں کو برملا تنقید کا نشانہ بنا کر باشندگانِ برصغیر کو اس کھوکھلے نظام کی حقیقت سے آشنائی دلائی۔ انگریز سامراج نے برصغیر پر اچانک حملہ کر کے قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ انھوں نے برصغیر پر حکومت کرنے کے لیے طویل منصوبہ بندی کی تھی اور کئی پہلوؤں سے ہندوستانی اور اسلامی تہذیب کو نشانہ بنایا۔ خورشید احمد گیلانی اپنے مضمون میں لکھتے ہیں:

> "انگریزی استعمار نے خطہ مشرق پر تین محاذ پر نشانہ بنانے کی کوشش کی۔ ایک اس نو آبادیاتی نظام نے مشرق کو سیاسی حوالے سے "جمہوریت" کے نظریے سے متعارف کروایا۔ دوسرا مغربی تہذیب کو فروغ دینے کی کوشش کی۔ تیسرا معاشی اعتبار سے مارکسزم کے نظریے کی تشہیر کی۔ علامہ اقبال نے اپنی اہلیت کے بل بوتے پر ان تینوں سمتوں سے ہونے والے حملے کا بھرپور مقابلہ کیا اور خوابِ غفلت میں ڈوبی ہوئی ایشائی قوم کو انگریزی مرعوبیت سے نجات دلانے میں سرخرو ہوئے"۔[۲]

ہندوستان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد انگریزوں نے خاص منصوبہ بندی کے تحت کام شروع کیا۔ انھوں نے یہاں کے باشندوں کو احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے کے لیے اپنے نام نہاد روشن تہذیب اور زبان و ادب کی ترویج شروع کی۔ جس مقصد کے لیے انھوں نے انگریزی تعلیم اور ثقافت کو فروغ دیا اور ترجیحاً ایسے افراد کو حکومتی باگ دوڑ میں شامل کیا جاتا جو مغربی زبان و ثقافت کے دلدادہ ہوتے تھے۔ انگریز استعمار نے ہندوستان میں مغربی جمہوری نظام کو متعارف کروایا حالانکہ مغربی جمہوری نظام کو مغرب کے اسلاف بھی قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ یہی نام نہاد جمہوریت نے مغرب کو ملوکیت سے بھی زیادہ نقصان پہنچایا اور دو بار جنگ عظیم کی صورت میں دنیا کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا۔ علامہ اقبال نے مغربی جمہوری نظام کے تاریک پہلوؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ اقبال نے ثابت کیا کہ مغربی جمہوری نظام سے محض تباہی اور بربادی کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ مغربی جمہوریت ملوکیت کی ہی ترقی یافتہ شکل ہے۔ علامہ اقبال "ابلیس کی مجلسِ شوریٰ" میں لکھتے ہیں:

ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جمہوری لباس
جب ذرا آدم ہوا ہے خود شناس و خود نگر (۳)

اسی نظم میں علامہ اقبال مغرب کے جمہوری نظام کو چنگیزیت سے بھی برا قرار دیتے ہیں اور لکھتے ہیں:

تو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرون چنگیز سے تاریک تر![۴]

مغربی سیاسی نظام میں سیاست اور مذہب کی تفریق کو اقبال پسند نہیں کرتے۔ کیونکہ جب سیاست سے مذہب یا اخلاقیات کو الگ کیا جاتا ہے تو ریاست کی اخلاقی بنیادیں پارہ پارہ ہو جاتی ہیں۔ اقبال کی نظر میں مغرب کے جمہوری نظام کی ایک خامی یہ ہے کہ اس میں عوام اپنے نمائندوں کو ان کی عقل و فراست اور دیانت و کردار کے بجائے دولت و برادری ازم کی بنا پر منتخب کرتے ہیں۔ جسے اقبال کے نزدیک بندوں کو گنا جاتا ہے تولا نہیں جاتا۔ اس کے برعکس اسلام میں ایسے فرد کو خلافت کی مسند پر متمکن ہونے کا موقع دیا جاتا ہے جو سیاسی حاکمیت کا صحیح معنوں میں اہل ہوتا ہے۔ علامہ اقبال لکھتے ہیں:

جمہوریت اک طرزِ حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں، تولا نہیں کرتے![۵]

اقبال بنیادی طور پر جمہوری نظام کے خلاف نہیں ہیں۔ وہ دنیا میں رائج شدہ دوسری طرزِ حکومت کی نسبت جمہوریت کو انسان کی مخفی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں مدو معاون سمجھتے ہیں۔ علامہ اقبال مغرب کی اخلاقی و مذہبی اصولوں سے عاری جمہوریت کو آمریت کی ہی ایک شکل قرار دیتے ہیں۔ اقبال کے نظریہ جمہوریت کے متعلق خلیفہ عبد الحکیم "فکرِ اقبال" میں لکھتے ہیں:

> "اسلام بہترین جمہوریت کا تصور سامنے لایا اور جسے بقولِ اقبال عملی شکل میں ڈھالا جاسکتا ہے۔ جس نے مسلمانوں کو مساوات اختیار کرنے کا حکم دیا اور سمجھایا کہ بذریعہ مشاورت حکومت چلائی جائے اور ایک عام مسلمان کو طاقت بخشی کہ عدالت میں امیر المومنین کو طلب کر سکے"۔[۶]

علامہ اقبال نے مغربی جمہوریت کے عیوب اپنی زندگی میں ہی گنوا دیے تھے۔ آج تمام دنیا ان خامیوں سے بیزار ہو کر جمہوریت میں بہتری لانے کے لیے اقدامات کر رہی ہے۔ علامہ اقبال کی نظر میں مغربی جمہوریت کے بارے میں فرمان فتح پوری لکھتے ہیں:

> "کہنے کو تو یہ عوام پر عوام کے ذریعے عوام کی حکومت کہی جاسکتی ہے لیکن اصل میں اس میں سیاسی طاقت مخصوص افراد کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ جو قوت اور معاش کے سارے وسائل پر چھائے رہتے ہیں اور عوام کو بے بسی کی زندگی گزارنے پر مجبور کر دیتے ہیں"۔[۷]

علامہ اقبال حقیقی جمہوریت کے مخالف نہیں بلکہ وہ اس نام نہاد جمہوریت کے خلاف ہیں جس میں سرمایہ داری اور سامراجیت کے جراثیم پائے جاتے ہیں۔ علامہ اقبال روحانی جمہوریت کے احیا کے لیے کوشاں ہیں جو شہنشاہیت وآمریت کے بجائے انسانی مساوات و معاشی عدل وانصاف کا عوامی جمہوری نظام ہے۔

جمہوریت کے ساتھ ساتھ استعماری طاقتوں نے ہندوستان کے باشندوں کو یہ باور کروانے کی کوشش کی کہ ان کی تہذیب اور ملی تشخص ادنیٰ ہے اور اس کو اختیار کرنے سے انھیں کوئی فائدہ نہیں۔ انھوں نے یہاں کے لوگوں کو ان کے ملی تشخص اور زبان وادب سے دور کرنے کے لیے پہلے فارسی کی جگہ پر اردو کو اور پھر تھوڑے ہی عرصے میں اردو کی جگہ پر انگریزی زبان کو دفتری اور قومی زبان کا درجہ دے دیا۔ جس کے مضر اثرات آج تک ہندوستان، بنگلہ دیش اور پاکستان بھگت رہے ہیں۔ انگریزوں نے چونکہ حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اس لیے اسلامی تہذیب اور مسلمان ان کا خاص نشانہ تھے۔ مغربی استعمار نے مسلمان قوم کو ان کی اسلامی تہذیب سے دور کرنے کے لیے مسلمانانِ ہند کے ذہنوں میں یہ بات پختہ کرنے کی کوشش کی کہ ان کا مذہب، ان کا معاشرتی نظام، ان کی تاریخ، ان کی تہذیب، اور ان کی روایات سب کی سب رجعت پسندی اور تاریک خیالی کی نشانی ہے۔ علامہ اقبال نے اس محاذ پر بھی

ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ علامہ اقبال نے مسلمانوں کو چودہ سو سال پرانی تاریخ اور فتوحات کا نقشہ کھینچ کر مسلمانوں کو پر اعتماد بنانے کے لیے کلیدی کردار ادا کیا۔ آپ نے فرمایا:

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی(۸)

علامہ اقبال نے اسلامی تہذیب اور تاریخ سے مثالیں دے کر نہ صرف مسلمانوں کا خون گرمایا بلکہ منزل حاصل کرنے کے لیے ان کی راہ نمائی کی۔ مغربی نظریہ قومیت کی بھی بھرپور مخالفت کی اور واشگاف انداز میں وطنی قومیت کی دھجیاں بکھیر دیں۔ آپ نے فرمایا:

بمصطفیٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است(۹)

مغربی جمہوریت اور ہندوستانیوں کے ملی تشخص کے محاذ پر کام کرنے کے ساتھ ساتھ اقبال نے مارکسزم کے محاذ پر بھی بھرپور دفاع کیا۔ مارکسی نظریات کی بنیاد مادیت پرستی پر ہے اس میں فرد کو کوئی حیثیت حاصل نہیں۔ اگرچہ مارکسی نظام کے کچھ پہلو ایسے تھے جنھیں اقبال ستائش کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس نظام سے کافی پر امید تھے۔ مثال کے طور پر مارکسزم میں معاشی مساوات کا تصور اسلام کے تصورِ معاش سے مطابقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر باریک بینی سے دیکھا جائے تو مارکسزم میں شکم پروری اور عقلیت پرستی کا رجحان غالب ہے۔ ڈاکٹر خواجہ احمد زکریا لکھتے ہیں:

"اقبال اشتراکیت کا اقتصادی نظام رائج نہیں کرنا چاہتے۔ اسلامی نظام کا احیا چاہتے ہیں۔ جب کبھی اقبال نے "سوشلزم" جیسے الفاظ کا استعمال کیا تو یہ واضح کر دیا کہ اس سے محض اسلامی نظام کے معاشی پہلو پر زور دینا مقصود ہے۔ اشتراکی نظام کی حمایت مقصود نہیں"۔ (۱۰)

اشتراکیت کے حامیوں نے پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ علامہ اقبال اشتراکیت کے حامی ہیں حالانکہ اقبال بلاشبہ مکمل معاشی مساوات کے قائل اور زمین کی ملکیت کے اصول کے خلاف تھے۔ وہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کو معاشی و معاشرتی برائیوں کی جڑ سمجھتے تھے۔ اقبال ذاتی ملکیت کی مخالفت میں اپنے دلائل قرآن سے دیتے ہیں۔ ان کے ایمان اور فکر کی اساس "المال للہ و ملک للہ" پر قائم ہے۔ ان کے خیال میں تمام وسائل اور موجودات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ کوئی انسان اپنی ملکیت کا دعویٰ کرنے کا حق دار نہیں۔ ڈاکٹر محمد وسیم انجم لکھتے ہیں:

"صرف ایک بات میں فکرِ اقبال اور اشتراکی فلسفہ ہم آہنگ ہیں کہ دونوں سرمایہ داری کو قطعی پر رد کرتے ہیں لیکن اقبال اسلام کے اس سنہری نظام کے حامی ہیں جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مابین حتمی توازن کی نشاندہی کرتا ہے"۔ (۱۱)

اشتراکیت کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ اس نے مساواتِ شکم کو طبقاتی نزاع اور سرمایہ و محبت کی کشمکش کا علاج سمجھ لیا حالانکہ اقبال کے خیال میں جب تک بنی آدم کی روحانی وحدت اور عمومی اخوت کو اساسِ فکر نہ بنایا جائے گا اس وقت تک محکم نظامِ حیات قائم نہیں ہو سکتا۔

علامہ اقبال نے ان تینوں محاذوں پر ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ انھوں نے نہ صرف مغربی جمہوریت کی خامیاں بیان کیں بلکہ اس کے مقابلے میں اسلامی جمہوریت کے تصور کو پیش کیا جس میں خلفیہ وقت کو کوئی بھی عام غیر مسلم قاضی کے سامنے بلا سکتا تھا۔ خلیفہ وقت کو عدالت میں امیر المومنین کے لقب سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ اقبال نے مسلمانوں کے ملی تشخص کی بھی بھرپور حفاظت کی اور انھیں ان کے شاندار ماضی سے باخبر کر کے انھیں عمل پر آمادہ کیا۔ انھوں نے واشگاف انداز میں فرمایا:

جلالِ پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں فطرت سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی(۱۲)

اقبال کی نظر میں اسلام دین اور سیاست میں اس لیے فرق روا نہیں کرتا کیونکہ انسان کی ہیت ترکیبی ان دونوں کے عناصر کے حسین امتزاج کی خواہاں ہے۔ ان کی تمام فکر کی اساس قرآن وحدیث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی فضاؤں سے انھوں نے علم وہنر کے موتی تو چنے لیکن ان کی فکر میں الحاد کا شائبہ تک نہیں بلکہ ان کی مسلمانیت اور پختہ ہوتی گئی۔ اقبال دانشِ فرنگ کی بے وقعتی کے متعلق لکھتے ہیں:

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوہ دانشِ فرنگ
سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف(۱۳)

جس طرح فکرِ اقبال نے نو آبادیاتی دور میں مسلمانوں کی راہ نمائی کی اور انھیں منزل تک پہنچایا اسی طرح عصرِ حاضر میں بھی تقریباً اسی قسم کے حالات ہیں۔ مسلمان اپنا ملی تشخص کھو چکے ہیں اور ملی تشخص کے لحاظ سے احساسِ کمتری میں مبتلا ہیں۔ انگریزی زبان اور تہذیب کی پیروی جدید اور ذہین ہونے کا معیار ہے۔ ملی اور شخصی خودی کا نام تک نہیں ہے۔ مغربی جمہوریت کے سراب کے پیچھے بھاگتے ہوئے ہم ملوکیت کی دلدل میں گر چکے ہیں۔ اشتراکیت نے بھی ملکی سیاست میں اپنے پنجے گاڑے ہوئے ہیں۔ اگر ہم آج بھی فکرِ اقبال کا دامن تھام لیں تو آج بھی ہماری ڈوبتی ناؤ اس گرداب سے بآسانی نکل سکتی ہے۔

******

حوالہ جات

1. اقبال، "کلیاتِ اقبال اردو"، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، طبع یازدہم 2013ء، ص167
2. خورشید احمد گیلانی، "علامہ اقبال اور نو آبادیاتی نظام"، مضمون مشمولہ "ہفت روزہ چٹان"، جلد نمبر33، شمارہ41، 1980ء، ص18
3. اقبال، "کلیاتِ اقبال اردو"، ص704
4. ایضاً
5. ایضاً، ص661
6. عبدالحکیم، خلیفہ، ڈاکٹر، "فکرِ اقبال"، آر آر پرنٹرز لاہور، 2015ء، ص162
7. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اقبال سب کے لیے"، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، 2016ء، ص152
8. اقبال، "کلیاتِ اقبال اردو"، ص277
9. ایضاً، ص754
10. محمد زکریا، خواجہ، ڈاکٹر، "اقبال کا ادبی مقام"، مکتبہ عالیہ، لاہور، 1977ء، ص53
11. محمد وسیم انجم، ڈاکٹر، "مطالعہ اقبالیات"، انجم پبلشرز، راولپنڈی، 2007ء، ص119
12. اقبال، محمد، ڈاکٹر، "کلیاتِ اقبال اردو، ص208
13. ایضاً، ص338

References

1. Iqbal. *Kuliyat e Iqbal Urdu*. Lahore: Iqbal Academy Pakistan. 11th Edition. 2013. P 167
2. Gilani, Khursheed Ahmed. *Allama Iqbal aur Nauabadiati Nizam*. (Essay) incl. in *Weekly Chatan.* Vol: 33. Issue 41. 1980. P18
3. Iqbal. *Kuliyat Iqbal Urdu*. P 704
4. Ibid. P 704
5. Ibid. P 661
6. Abdul Hakeem, Khalifa, Dr. *Fikr e Iqbal.* Lahore: RR Printers. 2015. P162
7. Farman Fateh Puri. *Iqbal Sub kay liay.* Lahore: Al-Waqar Publications.2016. P 152.
8. Iqbal. *Kuliyat Iqbal Urdu.* P 277.
9. Ibid. P 754
10. Muhammad Zakaria, Khawaja, Dr. *Iqbal ka Maqam.* Lahore: Muktaba Aalia. 1977. P 53
11. Muhammad Waseem Anjum. *Mutala Iqbaliat.* Rawalpindi: Anjum Publishers. 2007. P 119
12. Iqbal. *Kuliyat Iqbal Urdu.* P 208
13. Ibid. P 338